فلاسفہ اور متکلمین کے تصور معاد کا تجزیاتی جائزہ

A Discourse Analysis of the Doctrine of Resurrection from Philosophical and Theological Perspective

مقالہ نگار: **ضیاءالدین**
لیکچرار اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف سوات
ziaud_din@hotmail.com

معاون مقالہ نگاران: **ڈاکٹر یحیٰی خان**
لیکچرار اسلامک سٹڈیز یونیورسٹی آف سوات

ڈاکٹر جاوید خان
لیکچرار اسلامک سٹڈیز یونیورسٹی آف سوات

Abstract

Owing to the fact, the doctrine of Eschatology had been an unavoidable theological subject in major world religions. The concept of Resurrection had been evolved in the history and perceived it as the integral part of the Eschatological Sciences. Present study aims to investigate the standpoint of various schools of interpretation between Muslim philosophers and theologians. It will also examine their notion on the subject matter, whether Resurrection will occur in corporeal way OR in Spiritual form? It is found that philosophers are of the view that there will be Spiritual Resurrection only rather than that of physical revival. While most of the theologians urge, that both corporeal and spiritual resurrection will occur on Doomsday. Subsequently, the purpose of Divine justice in the form of Reward and punishment can be also perceived in letter and spirit. This study also wipes out the doubts being raised against the purpose of life of moral being in this world and destination in hereafter.

Keywords**:** Eschatology, Corporeal resurrection, spiritual resurrection, Philosophers, Theologians, Divine Justice.

تعارف (Introduction)

قیامت کے دن پر اعتقاد فطری امر اور ضروریات دینیہ میں سے ہے۔ جس کو قرآن مجید نے نقلی اور عقلی دلائل سے منقح کیا ہے۔ علمائے امت کی عام رائے یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالی کا حساب کتاب، جزاء و سزا کی خاطر انسان کو دوبارہ زندہ کرنا عین تقاضائے عدل ہے۔ تاہم فلاسفہ اور متکلمین کے ہاں اختلاف اس امر میں ہے کہ بعث بعد الموت جو کہ روز قیامت کے اجزاء میں سے ہے، کی کیفیت کیسی ہو گی؟ تحقیق سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ فلاسفہ صرف جسمانی معاد کے بجائے روحانی معاد کے قائل ہیں جبکہ متکلمین جسمانی اور روحانی دونوں معاد کے معاً قائل ہیں۔ اس کے بر عکس ملحدین اور مادہ پرست جسمانی اور روحانی دونوں قسم کے معاد کے منکر ہیں۔ اس لئے کہ وہ انسان کی حقیقت کو صرف مادی جسم قراد دیتے ہیں جب کہ روح کی حقیقت سے انکار کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اقوام عالم کے انہیں عقائد کو مختلف انداز میں نقلی اور عقلی دلائل سے پیش کرتے ہے۔

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا عقیدہ تمام متبعین مذاہب، انسانی ضمیر اور فکر سلیم کا کسی نہ کسی شکل میں حصہ رہا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ تصور اور عقیدہ چل کر قدیم مصری عقائد کا حصہ بنا، پھر بابلی تہذیب اور تمدن میں کچھ تفصیلات کے ساتھ رونما ہوا، اہل ایران سے ہوتا ہوا قدیم یونانی فکر کا حصہ بنا۔ دوسری طرف قدیم ہندوستانی مذاہب ہو یا سماوی ادیان اسلام، یہودیت اور عیسائیت سب اس فکر کے حامی ہیں۔ اس عقیدے میں اوہام اور خیالات کا عنصر بھی ازمنہ قدیم سے پایا جاتا ہے۔ ان تہذیبوں میں مرنے کے بعد جینے اور زندگی بعد الموت کے عقیدے کی تفصیلات کبھی روحانی معاد اور کبھی جسمانی معاد میں منقسم رہے ہیں([1])۔ ہندومت میں تصور معاد کو تناسخ ارواح جبکہ بدھ مت میں عقیدہ نروانا یا نروان([2]) (Nirvan OR Nirvana) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ شنٹو مت میں موت اور معاد کے تصور کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی اور موت کے بعد مرنے پر فطرت میں ضم جانے (یعنی کامی بن جانے) کے خیالات پائے جاتے ہیں۔

یہ فکر کہ عقیدہ آخرت ادیان عالم میں ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے دراصل نظریہ حیات (World View) پر موقوف رہا ہے۔ انسانی زندگی بڑی مختصر اور چند روزہ ہے۔ اس مختصر زندگی میں خیر اور شر (Good and Evil)، بھلائی اور برائی باہم مد مقابل ہیں۔ ضمیر انسانی نیکی اور بدی کے اس کشمکش میں عادلانہ تصور جزا اور سزا (Reward and Punishment) کے لئے ایک منصف و عادل خدا (Justice God) کی ہستی پر یقین و اعتقاد کا تقاضا کرتی ہے([3])۔ ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ زندگی اور اس سفر حیات کی انتہا موت ہے جبکہ اصولاً تصور معاد اور زندگی بعد الموت کا تعلق محسوسات کے دائرے سے باہر مابعد الطبیعیات (Metaphysical) ہونے کی وجہ سے ازمنہ قدیم کے فلاسفہ، سائنسدانوں اور جدید مفکرین نے عقل اور فکر کی مدد سے غور و فکر اور مشاہدات کے بنیاد پر جو نظریات پیش کئے ہیں بسا اوقات نہ صرف دنیاوی، مادی دنیا اور طبعی قوانین (Physical Laws) کے اصولوں میں جکڑے ہوئے ہیں بلکہ مذہب سے عاری ہونے کی وجہ سے تضادات اور اختلافات کے شکار بھی ہیں([4])۔

اب یہ سوال کہ موت کے بعد حیات ہے کہ نہیں؟ اس کے جواب میں سائنسی نظریات(Scientific views) زندگی بعد الموت، جزاءاور سزاء کا انکار کرتی ہے جو کہ در حقیقت ایک غیر سائنٹفک اور گمراہ کن نظریہ پیش کرتی ہے اس لئے صحیح سائنٹفک رویہ (Scientific Approach)یہی ہے کہ زندگی بعد الموت کے حوالے سے سائینسی نظریات سے توقف اختیار کیا جائے۔ کیونکہ مابعد الطبیعیات کو جاننے اور پرکھنے کے لئے ہمارے پاس وہ ذرائع علم نہیں جن کی بدولت ہم تصور معاد کی نفی یا اثبات کر سکیں۔ اور جس امر میں یقینی طور پر ہم فیصلہ نہیں دے سکتے تو عقل(Rational) کا تقاضا یہ ہے کہ آئے روز نئے انکشافات کی وجہ سے پرانے پیش کردہ نظریات اور دعاوی سے رجوع کیا جاتا ہے اس لئے علوم وحی یا مابعد الطبیعات کے اصول کو طبیعیات کے اصول پر رد کرنا ایک غیر سائنٹیفک رویہ ہے([5])۔ جب ایک چیز عقلی حیثیت کے برعکس عملی زندگی سے وابستگی رکھتا ہو تو انکار اور اقرار بہر حال ناگزیر ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ شک در حقیقت انکار کا دوسرا نام ہے۔ زندگی بعد الموت اور تصور معاد کا سوال محض عقلی اور فلسفیانہ (Philosophical) نہیں بلکہ ہماری عملی زندگی اور اخلاقی رویہ سے وابستہ ہے([6])۔ لہٰذا مرنے کے بعد دوبارہ زندگی اور موجودہ زندگی میں صادر ہونے والے اعمال کے حساب پر یقین کی صورت میں ایک انسان کا طرز عمل اور رویہ منفرد ہوگا۔ جبکہ اس کے برعکس اگر نقطہ نظر یہ ہو کہ موجودہ زندگی محض ایک چانس(Chance) ہے اور مرنے کے بعد حیات ثانی کا کوئی تصور نہیں۔ لہٰذا عیش کرو، کھاؤ، پیو اور مزے اڑاؤ۔ تو پھر پہلے والے طرز عمل اور فکر کے برعکس ایک دوسرے قسم کا اخلاقی رویہ جنم لے گا۔ اور ظاہر ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ دونوں اخلاقی رویوں کا انسانی تمدن اور تہذیب پر دو الگ اور مختلف قسم کے اثرات مرتب ہوتے ہیں([7])۔

انسان چونکہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہونے والا واحد اخلاقی وجود رکھنے والا کائن اور مخلوق ہے۔ جس کے افعال سے اخلاقی نتائج برآمد ہوتے ہیں اور نظام کائنات جو اخلاقی قوانین کے بجائے طبعی قوانین کے تحت چل رہا ہے اس لئے طبعی قوانین کے تحت چلنے والی اس دنیا میں ایک بڑے مجرم کو اس کے جرم کے برابر سزا دینا ناممکن ہے اسی طرح ایک نیکوکار انسان جس کی بھلائی سے بے شمار انسان فیض یاب ہو کر اس کی بھلائی کے برابر جزا دینا بھی ناممکن ہے([8])۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ موجودہ ہیئت انسانی کے لئے موجودہ طبعی دنیا (Physical World) اور اس کے طبعی قوانین(Natural Law) ہیں۔ جبکہ اس کے اخلاقی عنصر اور نتائج کے لئے موجودہ دنیا بالکل ناکافی ہے۔ بلکہ اس کے لئے ایک دوسری قسم کا میکینزم(Mechanism) اور نظام عالم درکار ہے جس میں طبعی قوانین کے بجائے اخلاقی قوانین(Governing Laws)ہو، تاکہ وہاں پر پورا پورا انصاف ہو۔ لہٰذا فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور ایک الگ نظام عالم نہ صرف یہ کہ ہونا چاہئے بلکہ ضروری ہے۔ سائنس کے بجائے عقلی استدلال یہی ہے کہ ایسا ہونا چاہئے یا ایسا ہونا ضروری ہے۔ ایسے میں وحی اور قرآن ہماری رہنمائی فرماتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ تمہاری عقل اور تمھاری فطرت جس چیز کا تقاضا کرتی ہے فی الوقع ہونے والی ہے۔ طبعی قوانین (Natural Law) کے تحت چلنے والے موجودہ نظام عالم کو تلپھٹ کیا جائے گا اور ایک دوسرا نظام بنے گا۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالی ابتدائے آفرینش سے تا قیامت پیدا ہونے والے تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ

کر کے بیک وقت ان سب کو اپنے سامنے جمع کر دے گا تاکہ اتمام حجت کے بعد وہاں کے قوانین قدرت کے مطابق انصاف کے تقاضے پورے ہو۔اور ایسا کرنے پر وہ خالق قادر ہے([9])۔

المذاہب فی المعاد(Schools of Thought in the Concept of Resurrection)

اب یہ سوال کہ معاد کیسے ہو گا؟ یہاں پر ان افکار کا تجزیہ کیا جائے گا جو مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور حیات بعد الممات کے حوالے سے متکلمین اور فلاسفہ میں اختلاف کی وجہ بنی۔اور اس کی وجہ ان کے درمیان روح کے متعلق دو رائے میں منقسم ہونا ہے۔ایک یہ کہ روح جسم لطیف ہے، دوم یہ کہ روح مجرد اور غیر مادی ہے۔ اس اختلاف کی نوعیت میں بھی بہت سارے اجزاء اور فروعات کا حصہ ہے۔ جیسا کہ ماہیت نفس اور اس کی حقیقت، مسئلہ اعادۃ المعدوم، حشر الاجساد والروح، حسی اور روحی ادراکات وغیرہ۔([10])۔ تاہم یہاں پر بحث کی تحدید کرتے ہوئے ہم متکلمین اور فلاسفہ کے تصور معاد کی حقیقت اور نوعیت کا خلاصہ ذکر کرنے پر اکتفا کریں گے۔ اس موضوع کی تفصیل میں جانے سے پہلے معاد کے حوالے سے پانچ اختلافی اقوال کا اجمالاً تذکرہ بہت ضروری ہے([11])۔ان آراء کی تقسیم امام فخر الدین الرازیؒ نے اپنی کتاب "الاربعین فی اصول الدین" میں کی ہے([12])۔

1۔ جمہور متکلمین انبعاث جسمانی(Corporeal Resurrection) پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ وہ روح کو مجرد نہیں مانتے ۔لٰہذا معادِ روح کے یہ قائل نہیں ہیں۔اور بدن اکیلے حیوان ہے([13])۔

2۔ یونان کے فلاسفہ الٰہیین انبعاث روحانی(Spiritual Resurrection) کے قائل ہیں،ان میں فارابی بھی شامل ہیں۔ جبکہ کندی بعث جسمانی کے منکر نہیں ہیں، تاہم ابن سیناء کی دو آراء ہیں ایک وہ اپنی "النجاۃ" میں بعث روحانی اور جسمانی دونوں کے قائل ہیں جبکہ دوسری رائے یہ کہ وہ رسالۃ اضحویۃ فی امر المعاد میں صرف روحانی بعث کی بات کرتا ہے([14])۔ جبکہ یہ فلاسفہ جسم کے اعادہ کے منکر ہیں اور صرف روح کو مجرد مدار سعادت اور شقاوت مانتے ہیں۔

3۔ متکلمین اہل سنت والجماعۃ کے نزدیک روح مجردہے جبکہ معاد جسمانی وروحانی دونوں ہو گا۔ اکثر اشاعرۃ، امام غزالی، قدیم معتزلہؒ، متاخرین امامیہ اور اکثر صوفیاء کرام کا قول ہے۔([15])

4۔ یونان کے قدیم حکماءِ الٰہیین کہتے ہیں کہ معاد نہ جسمانی ہو گا نہ روحانی۔اور ان کے ہاں اعادۃ معدوم محال ہے۔

5۔ جالینوس نے جسمانی اور روحانی دونوں معاد سے توقف کیا۔

اب ہم ان آراء میں سے فلاسفہ، اہل سنت و معتزلہ کے محققین کی آراء کو زیر بحث لائیں گے۔ لیکن اس تصور معاد کو سمجھنے کے لئے پہلے ایک دوسرا اہم مسئلہ "اعادۃ المعدوم" یعنی معدوم چیز کی واپسی کو زیر بحث لانا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ معاد کے مسئلہ کو سمجھنا اعادۃ المعدوم پر موقوف ہے۔اس لئے کہ بعض لوگوں کے ہاں اجساد اور ابدان موت کے ساتھ فنا ہو جاتے ہیں جبکہ بعض دوسرے اجساد اور ابدان کے معدوم ہونے کے قائل نہیں ہیں۔

معتزلہ کا تصور اعادۃ المعدوم

اعادۃ المعدوم کے بارے معتزلہ کی رائے یہ ہے کہ مرنے سے انسان کی ذات بعینہ مکمل طور پر فناہ نہیں ہو جاتی اور عقل اعادۃ المعدوم کا انکار بھی نہیں کرتی([16])۔اور اگر معدوم کا اعادۃ ناممکن ہو، تو اس کا دائمی وجود واجب ہو جائے گا اور معدوم ہو نا محال ہو جائے گا۔اور ایسا ممکن نہیں کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کیساتھ صفت واجب الوجود ہونے میں شریک ہو جائے گا جب کہ یہ کسی بھی صورت ممکن نہیں([17])۔لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ اعادۃ المعدوم ممکن اور جائز ہے۔معتزلہ ایک اور طریقے سے بھی اعادہ معدوم کو ممکن ثابت کرنے کے لئے دلیل پیش کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد انسان کا جسم تحلیل ہو جاتا ہے اور مختلف اجزاء میں تقسیم ہو جاتا ہے جبکہ ایک جزء باقی رہ جاتا ہے جو مزید تقسیم نہیں ہو سکتی جس کو وہ جزء لایتجزیٰ سے تعبیر کرتے ہیں۔اب چونکہ اللہ تعالیٰ تمام تحلیل شدہ اور تقسیم شدہ اجزاء کے بارے میں علم رکھتا ہے۔لہٰذا ان تمام اجزاء کو اللہ تعالیٰ اکٹھا کر کے دوبارہ لوٹائے گا اور یہ ممکنات میں سے ہے۔جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گویا اعادہ معدوم در حقیقت اعادہ خلق نہیں بلکہ اعادہ ترکیب ہے۔یعنی جسم کو دوبارہ تخلیق نہیں کیا جائے گا بلکہ تحلیل شدہ اجزاء کو ترتیب دیا جائے گا جس پر قرآن مجید کی یہ آیت بھی دلالت کرتی ہے "كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ"([18]) "جس طرح ہم نے پہلے آسمان کی تخلیق کی تھی اسی طرح اس کو دوبارہ پیدا کریں گے"۔

اس بناء پر امام رازیؒ کہتے ہیں کہ "معاد" کا مطلب جمع الا جزاء ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ علیم اور قادر ہے، وہ جانتے ہیں کہ انسان کے تحلیل شدہ اجزاء کہاں ہیں لہٰذا سی تحلیل شدہ اجزاء کو اللہ تعالیٰ دوبارہ اکٹھا کر کے انسانی جسم دے گا۔اور ایسا کرنے پر وہ قادر ہے۔خلاصۃ الکلام یہ ہوا کہ معتزلہ اعادہ معدوم کے قائل ہیں اور یہی عدل کا بھی تقاضا ہے۔اعادہ معدوم کا تصور معاد پر جو اثر مرتب ہوتا ہے وہ آگے بیان کر دیا گیا ہے۔

اشاعرہ کی رائے

اشاعرہ کے ہاں بھی اعادہ معدوم ممکن ہے۔اور اس بات پر ان کے ہاں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ متکلمین کی اس گروہ کی نسبت امام ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعریؒ کی طرف ہے۔تیسری صدی کے اواخر میں یہ فرقہ معرض وجود میں آیا۔معتزلہ کے اصول اور عقائد کی مخالفت کی اور عقل کے بجائے نقل کو ترجیح دی۔

البتہ اعادہ عین معدوم کا ہوگا یا مثل معدوم کا اس حوالے سے ان کے ہاں دو رائے پائے جاتے ہیں۔

1۔امام فخر الدین رازیؒ کی رائے یہ ہے کہ اعادۃ عین معدوم کا ہوگا۔اور اس بات کی بنیاد تین چیزیں بنتی ہیں۔

ا۔ اعادۃ عین معدوم کا ممکن ہے۔

ب۔ اللہ تعالیٰ تمام ممکنات پر قادر ہے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ تمام کلیات اور جزئیات پر عالم ہے وہ تحلیل شدہ اجزاء کو مجتمع کر سکتا ہیں۔

2۔ دوسری رائے امام ابو حامد الغزالیؒ کی ہے وہ لکھتے ہے کہ انسان کی اصل حقیقت اس کی "نفس" ہے بدن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نفس کو قیامت کے دن جو بدن (جسم) دے گا وہ عین دنیاوی جسم نہیں ہو گا بلکہ مثل دنیاوی جسم ہو گا[19]۔ لہٰذا امام غزالیؒ اعادہ معدوم کے جواز کے قائل ہیں۔

فلاسفہ کی رائے (View of the Philosophers)

فلاسفہ اعادۃ المعدوم کے قائل نہیں ہیں۔ ان کی رائے یہ ہے کہ ایک چیز جب فناہ ہو جاتی ہے اور معدوم ہو جاتی ہے تو اب اس کا اعادۃ مستحیل ہے۔ چنانچہ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ عقلاء کا اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک چیز فناہ ہو جائے اور معدوم ہو جائے تو کیا اس کا اعادۃ بعینہٖ اس طرح ممکن ہے یا نہیں؟ تو فلاسفہ نے کہا کہ یہ محال ہے۔ اور یہی قول امام ابوالحسن بصریؒ اور محمود الخوارزمیؒ کا بھی ہے۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ وہ کونسی چیز ہے جس نے فلاسفہ کو اعادۃ معدوم کے انکار پر مجبور کر دیا؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مسلمان فلاسفہ یہاں پر اس مسئلے میں یونانی فلاسفہ افلاطون اور ارسطو سے بہت متاثر ہوئے۔ اور خصوصاً افلاطون سے جس کی رائے یہ ہے کہ انسان کی حقیقت نفس ہی ہے۔ خلود اور بقاء نفس کے لئے ثابت ہے۔ جبکہ جسم تو ایک آلہ کار ہے اور "آلہ" خراب اور تباہ بھی ہو سکتا ہے۔[20] اور اس کے لئے بقاء ہی نہیں بلکہ یہ تو بوقت ضرورت ایک خاص وقت کے لئے لیا جاتا ہے تباہ اور فناہ ہونا آلہ کی طبیعت میں داخل ہے۔ انسان کی حقیقت نفس والی رائے نے بعض مسلم فلاسفر کو اعادہ معدوم کے ناممکن ماننے کے قابل بنا دیا ہے۔

حشر اجساد (Corporeal Resurrection)

حشر اجساد یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا یا اٹھایا جانے کا مسئلہ فکر اسلامی میں دو مختلف نقطہ ہائے نظر کے ساتھ سامنے آیا ہے۔ ایک کو متکلمین اور دوسرے کو فلاسفہ کے نام سے دنیا جانتی ہے۔ اس موضوع پر سب سے جامع تحقیق ابن سیناء کی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ دنیا بھر کے اہل علم و دانش حشر اجساد کے متعلق دو رائے میں منقسم ہیں۔ ایک گروہ منکرین کا ہے جو کہ تعداد میں بہت کم ہیں۔ جبکہ دوسرا گروہ سواد اعظم ہے جو کہ حشر اجساد کے قائل ہیں۔ یہی گروہ پھر مزید دو آراء میں منقسم ہیں۔ کچھ کہتے ہیں یہ حشر صرف ابدان کا ہو گا اور کچھ کہتے ہیں کہ حشر صرف نفوس ہی کا ہو گا۔ جبکہ بعض دوسرے جسمانی اور روحانی دونوں معاد کے بیک وقت قائل ہیں[21]۔

حشر اجساد کے بارے میں فلسفی ابن رشد (م ۱۱۹۸ء) فرماتے ہیں کہ عالم آخرت میں ہمارا جسم یہ نہ ہو گا جو اس دنیا میں ہے۔ اس کی مثال دیتے ہوئے کہتا ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے اسے مٹی میں دبا دیتے ہیں اور وہ مٹی بن جاتا ہے پھر اس مٹی میں نباتات کی افزائش ہوتی ہے جو انسان کی غذا کے کام آتے ہیں اس طرح پہلا انسان پھر سے انسان میں داخل ہو جاتا ہے۔ حشر تو لازمی ہو گا اور جسمانی ہو گا مگر اجسام وہ نہ ہوں گے جو دنیا میں تھے بلکہ ان سے مختلف اور مکمل ہوں گے۔

متکلمین کی رائے (Opinion of Theologians)

متکلمین کی رائے ہے کہ مرنے کے بعد قیامت کے دن معاد روحانی اور جسمانی دونوں معاً ہوں گے۔ نہ صرف یہ کہ قرآن کی متعدد آیات اس امر پر دلیل ہیں بلکہ عقل بھی اس کو تسلیم کرتی ہے کہ انسان کے بکھرے ہوئے اجزاء کو دوبارہ جمع کرنا اور ایک خاص ترتیب میں ان کو دوبارہ جوڑنا بذات خود ممکنات میں سے ہے اور ایسا ممکن ہے([22]) اور یہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اور ایسا کرنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے([23])۔ اور اسی کو قرآن نے کچھ اس طرح بیان فرمایا ہے "وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ"([24]) "اور یہ اللہ ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے، پھر اس کا اعادہ کرے گا اور یہ ان کے لئے آسان ہے"۔ ایک اور جگہ میں ارشاد ہے: أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَلَّنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ () بَلَى قَادِرِينَ عَلَى أَنْ نُسَوِّيَ بَنَانَهُ" ([25])۔ "کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں؟ کیوں نہیں؟ ہم تو انگلیوں کی پور پور تک ٹھیک بنا دینے پر قادر ہیں"۔ ایک اور جگہ اسی مضمون کو اللہ رب العالمین بڑے بلیغ انداز میں قریش مکہ کو سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں: قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ () قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ"([26]) "یہ کہتے ہیں کہ کون ان بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا؟ اس سے کہو! انہیں وہی زندہ کرے گا جس سے نے پہلے انہیں پیدا کیا تھا، اور وہ تخلیق کا کام جانتا ہے"۔ اسی طرح تخلیق ارض و سماء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَى وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ"([27]) "کیا وہ جنہوں نے زمین اور آسمانوں کو تخلیق کیا اس بات پر قادر نہیں کہ ان جیسوں کو اور پیدا کریں؟ کیوں نہیں، جبکہ وہ ماہر خلاق ہے"۔

یہ بحث اس بات پر دال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہی سے انسان پہلے عدم سے وجود میں جس طرح سے آیا ہے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ مرنے کے بعد جی اٹھائے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ متکلمین روح اور بدن دونوں کے معاد پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ مسئلہ ان کے نزدیک ضروریات دین میں سے ہے یعنی اس پر ایمان لازم ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں۔

پہلی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اس بدن کا دوبارہ لوٹانا ممکن ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اعادۃ معدوم ممکن ہے یا نا ممکن۔ اگر ممکن ہے تو مقصود حاصل ہوا۔ اور اگر ہم یہ تسلیم کریں کہ اعادۃ معدوم ناممکن اور محال ہے۔ تو دلیل عقلی کا تقاضا ہے کہ اجسام عدم کو قبول کرتی ہے۔ لیکن اس بات پر کوئی دلیل عقلی نہیں کہ ان اجسام کو خواہ مخواہ معدوم کیا جائے گا۔ جبکہ تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے یہ بات واضح کر دی ہیں کہ اجسام کو معدوم نہیں کیا جائے گا، بلکہ اجسام کا اعادہ ہوگا۔ (اور یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ اگر اجسام معدوم ہو جائے تو اس کا اعادہ ممتنع ہو جاتا ہے) اور جب اجسام کے لئے واضح دلیل سے عدم اعدام ثابت ہو گیا تو بعینہٖ جسم اور بدن کا اعادہ ممکن ہے۔ جب اجسام کے لئے عدم معدوم نقلی دلیل سے ثابت ہو گیا تو ہم کہتے ہیں کہ اجسام سرے سے معدوم نہیں ہیں تو قیامت میں انہی کو روح کے ساتھ بعینہٖ اٹھایا جائے گا([28])۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ رب العالمین تمام ممکنات پر قادر ہے اور اجسام کو دوبارہ اٹھانا ممکن ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ اللہ رب العالمین تمام جزئیات کا علم رکھتے ہیں لہٰذا وہ اس بات پر قادر ہے کہ ایک جسم کے اجزاء کو دوسرے جسم سے الگ کر کے ان کو اپنے اصلی حالت میں دوبارہ زندہ کر دے۔

فلاسفہ کی رائے (View of the Philosophers)

فلاسفہ کے ہاں حشر صرف روحانی ہوگا جبکہ حشر جسمانی سے وہ انکار کرتے ہیں۔ جزاء اور سزا بھی روحانی ہوگا نہ کہ جسمانی۔ فلاسفہ کے نزدیک عقل جب شریعت سے آزاد ہو کر سوچتی ہے تو صرف روحانی معاد کا ادراک کرتی ہے مگر جب شرعی نقطہ نظر سے سوچتی ہے تو قرآن اور احادیث دونوں جسمانی اور روحانی معاد کا اثبات کرتا ہے۔ مسئلہ معاد کے حوالے سے مسلم فلسفی ابن سیناء کے آراء میں اضطراب پایا جاتا ہے کبھی وہ محض عقلی بنیادوں پر روحانی معاد کا تصور پیش کرتا ہے اور جب شریعت الہیٰ کی رو سے سوچتا ہے تو جسمانی اور روحانی معاد دونوں کا اقرار کرتا ہے([29])۔ تاہم ان کا زیادہ ترجھکاؤ روحانی معاد کی طرف ہے نہ کہ جسمانی معاد کی طرف۔ وہ کہتے ہیں کہ روح لطیف روحانی جوہر ہے جو کہ فناہ نہیں ہوتا جبکہ جسم فناہ ہو جاتا ہے جس کا اعادۃ مستحیل ہے۔ اسی طرح سزا اور جزاء دونوں روحانی ہوں گے نہ کہ جسمانی([30])۔ فلاسفہ ایک طرف روحانی معاد کا اثبات اور جسمانی معاد کا انکار کرتے ہیں تاہم مجازاۃ اعمال کو وہ تسلیم کرتے ہیں۔ بعض اس کو سعادت و شقاوت کی شکل میں مانتے ہیں جبکہ دوسرے بشکل تناسخ ارواح۔ جو کہ خود فلاسفہ کے قواعد فلسفہ کے تحت باطل ہے کیونکہ حشر اجساد ممکنات میں سے ہے۔ اور ہر ممکن کو وہ تحت القدرت تسلیم کرتے ہیں۔ موت سے پہلے یہ اجساد اللہ کے اذن سے موجود ہوئی تھیں اب دوبارہ اس کا موجود ہونا عقل سلیم کو زیادہ قریب ہے([31])۔ جس کی طرف اوپر بحث میں سورۃ الروم آیت ۲۷ اور سورۃ القیامہ آیات ۳تا۴ میں ذکر ہوا ہے۔ معاد کا تصور خواہ روحانی ہو یا جسمانی بہر حال متکلمین اور فلاسفہ سب اس بات کے قائل ہیں کہ انسان کو ایک دن مرنا ہے اور پھر حساب کتاب، اعمال کی جزاء و سزا کی غرض سے اللہ کے سامنے حاضری دینی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کی صورت میں جنت اور ناراضگی کی صورت میں جہنم کے عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جنہوں نے شریعت کی عین مزاج کے مطابق بھلائی کے کام کئے ہو تو ان کو جزائے خیر دیا جائے گا۔ اور اگر کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے برعکس برے اور شر کے کام کئے ہو تو انہیں اس کی سزا ملی گی۔ جزاء اور سزا جنت اور جہنم کی صورت میں دی جائے گی۔ تاہم اختلاف اس امر میں ہے کہ انسان کو جب دوبارہ اٹھایا جائے گا تو کیا وہ اس موجودہ جسم، شکل اور صورت کے ساتھ ہوگا یا صرف روحانی انبعاث ہوگا۔

خلاصۃ البحث

مندرجہ بالا تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ حیات بعد الممات کا تصور تمام ادیان میں مرکزی اہمت کا حامل رہا ہے جس کی کلیات پر ادیان سماویہ کا اتفاق پایا جاتا ہے تاہم اس کی تفصیلات اور کیفیات میں اختلاف پایا جاتا ہے([32])۔ تصور معاد کے حوالے سے فلاسفہ کی آراء میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ فلاسفہ کی اکثریت اس بات پر متفق ہیں کہ دین سے آزاد ہو کر اگر محض عقلی (Rationally)

بنیادوں پر سوچا جائے تو بعث بعد الموت کی صرف روحانی پہلو "Spiritual Dimension" واضح ہو جاتی ہے جبکہ جسمانی اور مادی پہلو "Corporeal Dimension" کی حقیقت پس منظر میں چلا جاتا ہے۔ فلاسفہ کا انکار حشر اجساد مجازاۃ اعمال کے منافی نہیں ہیں۔ مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حشر اجساد ممکنات میں سے ہے اس لئے کہ اگر یہ ممتنع ہوتا تو پہلی بار وجود میں نہ آتا۔ اگر دینی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو عقیدہ معاد دونوں جسمانی اور روحانی معاً لازم اور ملزوم ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جمہور متکلمین اس بات پر متفق ہیں کہ معاد جسمانی اور روحانی دونوں لازم اور ملزوم ہے اور انسان (جسم اور روح) روز قیامت اسی دنیاوی جسم کے ساتھ محشور ہوگا جس کی حقیقت پر دونوں عقل اور نقل دال ہیں اور یہی عین تقاضائے عدل خداوندی اور ضروریات دین میں سے ہے۔ موجودہ علوم اور سائنسی ایجادات معاد جسمانی کی تائید کرتی ہیں جبکہ ملحدین معاد جسمانی اور روحانی دونوں کے قائل نہیں ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ رب العالمین منکرین معاد پر نقلی، عقلی اور واقعاتی دلائل سے رد کر کے ان کو راہ راست پر لانے کے لئے عقیدہ معاد کی اہمیت کو واضح کرتا ہے اور اس بات کو سمجھاتا ہے کہ جس کسی تہذیب میں بھی عقیدہ معاد کی حقیقت جتنا پراگندہ ہوگا اتنا ہی اس تہذیب کا تصور حیات (World view) پراگندہ ہوگا جس کی وجہ سے انسان زندگی کے مقاصد کے حصول میں ناکام رہے گا اور ایک غیر ذمہ دار کائن کی طرح جئے گا جس کے باعث ان سے صادر ہونے اعمال اس انسان کے اعمال سے نتائج کے اعتبار سے مختلف ہوں گے جس کا تصور معاد واضح اور مکمل ہوگا۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ صرف عقل کو معیار کل تسلیم نہیں کرنا چاہئے بلکہ عقل سے برتر علم وحی پر اعتماد کرنا چاہئے تا کہ انسان اپنی حقیقت سے دور نہ ہو۔

حواشی

([1])۔ کمال الدین، نور الدین، البعث الجسمانی فی القرآن والحقائق العلمیۃ، بحث مقدم الی الموتمر الدولی بجامعۃ العلوم الاسلامیۃ المالیزیۃ بعنوان "القرآن رائد النقلۃ الحضاریۃ للأمۃ"، کلیۃ دراسات القرآن والسنۃ، نوفمبر ۲۰۱۳م، ص ۱۔
Kamāl Uddīn, Noor uddin, Al Baʿs al Jismāni fi al Qur'an wa al Haqāiq al ʿIlmia, Bahs muqaddam ela al muoatmar al dowali bi jāmiat ul ʿuloom al Islamia al maliziaya ba ʿenwān, "Al Qur'an Rāyid al Naqlah al Ḥazāriah lil Ummah" Kulliyya Dirāsat ul Qur'an wa sunnah, November 2013, p. 1.

([2]). D.M, Encarta, Ending of the cycle of birth and rebirth, to attain enlightenment……..Attachment to worldly things, 2019

([3])۔ سید قطب، مناظر قیامت قرآن کی زبان میں، مترجم، محمد نصر اللہ خاں خازن، مکتبہ ظفر۔ گجرات، ۱۹۷۷م، ص ۳۳
Sayyed Qutab, Manāzir Qeyāmat Qur'an ki Zubān mian, translated by Muhammad Nasrullah Khan Khāzin, Publisher Zaffar Gujrat, p. 32, 1977.

([4])۔ محمد اقبال ملا، کامیابی وناکامی کا الہامی تصور، ماہنامہ سوئے حرم لاہور، ج ۱۱، شمارہ ۱۲، دسمبر ۲۰۱۴، ص ۳۰

Muhammad Iqbal Mullah, Kamyābi wa nakāmi ka Ilhāmi Tasawur, Mahnāma sui Ḥaram Lahore, vol. 11, issue 12, December 2014, page 30.

(5)۔ مودودی، ابولاعلی، اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۰۱م، ص ۴۳

Mudoodi, Abul ʿAla, Islāmi Nizām-e-Zindagi aor Us ky Bunyādi Tasawurāt, Islamic Publications Lahore, 2001, P 43.

(6)۔ ایضاً، ص ۴۴۔

Ibid, p 44

(7)۔ مودودی، ابولاعلی، اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، ص ۴۵-۴۸۔

Mudoodi, Abul ʿAla, Islāmi Nizām-e-Zindagi aor Us ky Bunyādi Tasawurāt, Pp. 45-48.

(8)۔ ایضاً، ص ۴۸-۴۹۔

Ibid, Pp. 48-49

(9)۔ ایضاً، ص ۴۸تا۵۲۔

Ibid, Pp. 48-52

(10)۔ یوسف محمود محمد الصدیقی کا مضمون "مسئلة المعاد بين المتكلمين والفلاسفة، ص ۹۹- ۱۲۷

Yousaf Muhammad al Saddiqi, Masaʾlat ul Maʿad Bain al Mutakalimīn wa al Falāsifha, Al-Dirāsat ul Islāmia, Vol. 42, Issue 3, July-Sept 2007, Pp. 99- 127.

(11)۔ شمس الحق افغانی، علوم القرآن، البیان ناشران لاہور، ۲۰۱۵، ص ۲۰۸۔

Shams ul Ḥaq Afghāni, ʿUlūm ul Qurʿan, Al bayān Lahore, 2015, p. 208.

(12) ۔ الرازی، فخر الدین، الاربعین فی الاصول الدین، ج ۲، ص ۲۷۸۔۲۸۸

Al Rāzi, Fakhr Uddīn, Al Arbaʿīn fi Usūl Uddīn, Vol. 2, Pp. 278- 288

(13)۔ کمال الدین، البعث الجسمانی، نومبر ۲۰۱۳م، ص ۳

Kamāl Uddīn, Noor uddin, Al Baʿs al Jismāni, November 2013, p3.

(14)۔ ایضاً، ص ۴

Ibid. p. 4

(15)۔ مجموع فتاوٰی تیمیہ، ج ۴، ص ۲۸۴، اور ابن القیم الجوزی، الروح، ص ۷۳-۷۴۔

Majmūʿ Fatāwah Taimeya, vol. 4, p. 284, and Ibne Qayyam al Jawzi, Al Rooḥ, Pp. 73-74.

(16)۔ معتزلہ کی فکر قرآنی تصور معاد سے ماخوذ ہے۔ ارشاد ہے "وهو الاول والآخر" سورۃ الحدید "۳، اور سورۃ رحمٰن آیت ۲۶ میں ارشاد ہوتا ہے "كل من عليها فان ويبقي وجه ربك ذوالجلال والإكرام" اور سورۃ القصص آیت ۸۸ میں آتا ہے "كل شئ هالك إلا وجهه".

(17)۔ یوسف محمود، مسئلة المعاد بين المتكلمين والفلاسفة، ج ۴۲، شمارہ نمبر ۳، جولائی تا ستمبر ۲۰۰۷م، ص ۱۰۸-۱۰۹

Yousaf Muhammad al Saddiqi, Masaʾlat ul Maʿad Bain al Mutakalimīn wa al Falāsifha, Pp. 108-109.

(18)۔ سورۃ الانبیاء: ۱۰۴

Surah Al Anbeyyaʾ. 104

(19)۔ یوسف محمود، مسئلة المعاد بين المتكلمين والفلاسفة ، الدراسات الاسلامية، ج ۴۲، شمارہ نمبر ۳، جولائی تا ستمبر ۲۰۰۷م، ص ۱۱۳-۱۱۵

Yousaf Muhammad al Saddiqi, Masaʾlat ul Maʿad Bain al Mutakalimīn wa al Falāsifha, Pp. 113-115

(20)۔ ایضاً، ص ۱۱۵-۱۱۶

Ibid, Pp. 115-116

(21)۔ایضاً، ص۱۱۷،بحوالۃ ابن سینا، الرسالۃ الاضحویۃ فی المعاد، تحقیق: حسن عاصی، بیروت، ط دوم، ۱۹۸۷م
Ibid, p. 117

(22)۔ایضاً، ص۱۱۸۔
Ibid, p. 118

(23)۔شمس الحق افغانی، علوم القرآن، ص۲۰۵۔
Shams ul Ḥaq Afghāni, ʿUlūm ul Qurʾan, p. 208.

(24)۔سورۃ الروم: ۲۷
Surah Al Room: 27

(25)۔سورۃ القیامۃ: ۳۔۴
Surah Al Qeyāmah: 3-4

(26)۔سورۃ یٰس: ۷۸۔۷۹
Surah Yasīn: 78-79

(27)۔سورۃ یٰس: ۸۱
Surah Yasīn: 81

(28)۔یوسف محمود، مسئلۃ المعاد بین المتکلمین والفلاسفۃ، ص۱۲۱۔
Yousaf Muhammad al Saddiqi, Masaʾlat ul Maʿad Bain al Mutakalimīn wa al Falāsifha, P 121

(29)۔ایضاً، ص۱۲۰-۱۲۵
Ibid, Pp. 120-125

(30)۔ابن سینا، الرسالۃ الاضحویۃ فی المعاد، ص۱۰۳-۱۰۴۔
Ibne Seenaʾ, Al Risāla Al Azḥaweya fi al Mʿād, edit, Hassan Assi, Beirut, 1987, PP 103-104

(31)۔شمس الحق افغانی، علوم القرآن، ص۲۰۵۔
Shams ul Ḥaq Afghāni, ʿUlūm ul Qurʾan, p. 205

(32)۔ضیاء الدین اور ڈاکٹر جاوید خان، یہودیت میں تصور معاد کا تجزیاتی مطالعہ، پشاور اسلامکس، ج۱۰، شمارہ۱، جنوری۔جون ۲۰۱۹
Zia Uddin and Dr. Javed Khan, Yahūdiat Main Tasawur-e-Mʿād ka Tajzeyāti Mutalʿa, Peshawar Islamicus, Vol. 10, Issue 1, Jan-June 2019.